امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے لفظ "نبی" کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

ترجمہ قرآن "کنزالایمان" میں "النبی" کے ترجمہ "غیب کی خبریں دینے والا"
پر معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جوابات

النّبیّ کا صحیح معنیٰ و مفہوم

از قلم۔ غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز

nafse islam
نفس اسلام

امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
نے لفظ ’’نبی‘‘ کا ترجمہ (غیب کی خبریں دینے والا) کیوں کیا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْ حِیْهَا اِلَیْکَ (القرآن)

النّبیّ کا صحیح معنٰی ومفہوم

ترجمہ قرآن ’’کنز الایمان‘‘ میں ’’النبی‘‘ کے ترجمہ ’’غیب کی خبریں دینے والا‘‘ پر معاندین کے تمام اعتراضات کے مدلّل اور مسکت جوابات

از قلم۔ غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی لہٖ واصحابہٖ اجمعین٥

ابھی چند روز پہلے اسی رمضان شریف (۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء) میں فیصل آباد سے ایک پمفلٹ کی فوٹو کاپی بذریعہ ڈاک موصول ہوئی، اس پمفلٹ کا لکھنے والا کوئی شدید معاند معلوم ہوتا ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی بُغض ہے، وہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین کو ملتِ بریلویہ سے تعبیر کرتا ہے۔

معاند مذکور نے مسئلہ علم غیب کے ضمن میں لکھا ہے:

(۱) اصطلاحی نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے نہیں۔

(۲) اصطلاحی نبی نبأٌ سے ماخوذ نہیں، بلکہ اصطلاحی نبی نَبْوَۃٌ یا نباوۃ سے ماخوذ ہے، اُس نے اپنی تائید میں ائمۂ لغت کی جو عبارات نقل کیں، سب میں قطع و برید اور انتہائی خیانت سے کام لیا اور بعض مقامات پر اپنی جہالت کا بھی مظاہرہ کیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آ رہی ہے۔

پمفلٹ مذکور میں بروایت حاکم ایک اعرابی کا یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ نبیءَ اللہ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ نبیء اللہ نہیں، بلکہ بغیر ہمزہ کے نبیُّ اللہ ہوں۔

معاند نے اس کے معنی بیان کرنے میں انتہائی خیانت سے کام لیا اور اس بارے میں محدّثین اور اہل لغت کے اقوال اور بالخصوص یہ قول کہ اعرابی کی یہ روایت صحیح نہیں، بلکہ ضعیف اور منقطع ہے، از روئے خیانت نقل نہیں کیا اور حاکم کے متساہل ہونے کو بھی نظر انداز کر دیا، ان شاء اللہ ہم ان سب حقائق کو دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اس معاند نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیءٌ کو لغت ردی بمعنی غیر فصیح قرار دیا۔

پھر مزید جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر ہمزہ لفظ نبیٌّ کو نبیءٌ بالہمزہ سے بلاغت کے اعتبار سے زیادہ بلیغ کہا،

صرف یہی نہیں، بلکہ بعض ائمہ کے کلام میں لفظ ’’اجود‘‘ نقصان جودت کے معنی میں سمجھا اور ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیءٌ کی

فصاحت کے خلاف بطور استدلال کہا کہ قرآن مجید میں نَبِیّ بلا ہمزہ آیا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ ہمزہ کے ساتھ نَبِیْءٌ پورے قرآن میں حضرت امام نافع کی قراۃ ہے اور یہ قراۃ اُن سات قراتوں میں سے ہے جو سب متواتر ہیں اور اُن کے متواتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی تفصیل آرہی ہے۔

علاوہ ازیں اس معاند نے امام راغب اصفہانی اور صاحب روح المعانی پر بہتان باندھا کہ اعرابی کا منشاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کہانت کا الزام لگانا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکیر فرما کر غیب دانی اور کہانت کے الزام سے اپنی بریت کا اعلان فرمادیا، اس عبارت میں انکار کی بجائے نکیر کا لفظ معاند کی جہالت ہے اور اس مضمون کا امام راغب اور صاحب روح المعانی کی طرف منسوب کرنا، ان دونوں بزرگوں پر بہتان تراشی ہے، نہ امام راغب نے اعرابی کی روایت مذکورہ کا یہ مفہوم بیان کیا اور نہ صاحب روح المعانی نے **وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ** کے تحت اس کہانت اور غیب دانی کا کوئی ذکر کیا۔

عبارات علماء میں اس معاند کی قطع و بُرید اور خیانت کے ساتھ اس کی جہالت کی تفصیل میں جانے سے پہلے نبی اور رسول کی تعریف علمائے متکلمین کی زبان سے سُن لیجئے، اُس کے بعد لفظ "**غیب**" اور لفظ "**نبی**" پر مفسرین و محدثین اور ائمہ لغت کی عبارات ملاحظہ فرمایئے، معاند کی خیانت آپ کے سامنے بے نقاب ہو کر آجائے گی۔

(۱) نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی نے فرمایا:

"هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللهُ اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَمِ".

(نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا)۔

احکام عملی ہوں جیسے عبادات و معاملات وغیرہ، یا اعتقادی، مثلاً مرنے کے بعد اُٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں، وہ سب غیب ہیں، جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امورِ غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے، اس تعریف سے ظاہر ہوگیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں، اب لفظِ غیب پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمایئے:

(۲) امام نسفی نے "**بالغیب**" کے تحت فرمایا:

"مَاغَابَ عَنْهُمْ مِمَّا اَنْبَأَهُمْ بِهٖ لِنَبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ" (مدارك، جلد ۱، صفحه ۲۱)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جس کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو دی، مرنے کے بعد اُٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ)۔

(۳) امام قرطبی نے **اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ** میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَالَ اٰخَرُوْنَ الْقُرْاٰنُ وَ مَا فِيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَ قَالَ اٰخَرُوْنَ اَلْغَيْبُ كُلُّ مَا اَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِمَّالَا تَهْتَدِىْ اِلَيْهِ الْعُقُوْلُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيْزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ".

(ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن اور اُس کے غیوب ہیں، دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں جیسے علاماتِ قیامت، عذابِ قبر، حشر ونشر، پُل صراط، میزان، جنت اور دوزخ)۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

”وَ هٰذِهِ الْاَقْوَالُ لَا تَتَعَارَضُ، بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلٰى جَمِيْعِهَا“۔ (قرطبی، جلد ١، صفحہ ١٦٣)

(یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔ انتہیٰ)

(٥) بیضاوی میں يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے تحت ہے:

”وَالْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِىْ لَا يُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا يَقْتَضِيْهِ بَدَاهَةُ الْعَقْلِ“ (بیضاوی، صفحہ ١٨)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔ انتہیٰ)

اس کے بعد لفظِ غیب پر ہم ائمۂ لغت کی عبارات نقل کرتے ہیں:

(٦) لغت قرآن کے عظیم وجلیل امام شیخ ابوالقاسم الحسین الراغب الاصفہانی ”الغیب“ کے تحت فرماتے ہیں:

”وَالْغَيْبُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ مَا لَا يَقَعُ تَحْتَ الْحَوَاسِّ وَلَا تَقْتَضِيْهِ بَدَاهَةُ الْعُقُوْلِ، وَ اِنَّمَا يُعْلَمُ بِخَبَرِ الْاَنْبِيَآءِ“۔ انتہیٰ (مفردات امام راغب، صفحہ ٣٧٣)

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ میں الغیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس اور عقول سے بالاتر ہوں، انبیاء کی خبر کے بغیر اُن کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

(٧) لغت عرب کے امام الائمۃ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ”لسان العرب“ میں اور شارح قاموس امام لغت، الامام محب الدین ابوالفیض سید محمد مرتضیٰ الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی اپنی عظیم وجلیل تصنیف ”تاج العروس“ میں فرماتے ہیں:

”قَالَ اَبُوْاِسْحَاقَ الزَّجَّاجُ فِىْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اَىْ بِمَا غَابَ عَنْهُمْ، فَاَخْبَرَهُمْ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَ كُلِّ مَا غَابَ عَنْهُمْ، مِمَّا اَنْبَاَهُمْ بِهٖ فَهُوَ غَيْبٌ“۔

(لسان العرب، جلد ١، صفحہ ٦٥٤ _ تاج العروس، جلد ١، صفحہ ٤١٦)

(يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کی تفسیر میں ابو اسحاق زجاج نے کہا، وہ ہر اس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دی، مرنے کے بعد اُٹھنے، جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو اُن سے غائب ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کی انہیں خبر دی، وہ غیب ہے)۔

ائمۂ تفسیر وائمۂ لغت کی ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی ورسول کہتے ہیں۔

اَب ہم لفظ النبیُّ پر علماء مفسرین اور علمائے لغت کی عبارات پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

(٨) الامام محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ کے تحت فرماتے ہیں:

اَلنَّبِىُّ مَعْنَاهُ اَلْمُخْبِرُ مِنْ اَنْبَاَ يُنْبِئُ، وَقِيْلَ هُوَ بِمَعْنَى الرَّفِيْعِ مَاخُوْذٌ مِنَ النُّبُوَّةِ وَهُوَ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

انتہیٰ (خازن، جلد ١، صفحہ ٥٤)

یعنی ''النَّبِیّ'' کے معنی ہیں (خبر دینے والا) یہ اَنْبَأَ ،یُنْبِیُٔ سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ وہ الرَّ فیع (بلندرتبہ) کے معنٰی میں ہے، النُّبُوَۃُ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں۔ انتہٰی۔

(۹) علامہ نسفی نے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ کے تحت فرمایا: بِالْھَمْزَۃِ نَافِعٌ وَکَذَابَا بَہٗ۔ انتھٰی۔ (مدارك، ج ١، ص ٥٤)

یعنی النَّبِیّٖنَ ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ نافع کی قراءۃ ہے۔

نافع نے لفظ النّبی کو پورے قرآن کریم میں ہمزہ کے ساتھ پڑھا، خواہ مفرد ہو یا جمع۔

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت فرمایا:

قَرَأَنَافِعٌ بِھَمْزَۃِ ''النَّبِیْٓئِیْنَ'' ''وَالنَّبِیْٓءُ'' ''وَالْاَنْبِآءَ'' ''وَالنُّبُوْءَ ۃَ'' وَتَرَکَ الْقَالُوْنُ الْھَمْزَۃَ فِی الْاَحْزَابِ ''لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ'' ''وَبُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا''(الآیۃ) فِی الْوَصْلِ خَاصَّۃً بِنَاءً عَلٰی اَصْلِہٖ فِی الْھَمْزَتَیْنِ الْمَکْسُوْرَتَیْنِ وَاِذَا کَانَ مَھْمُوْزًا فَمَعْنَاہُ الْمُخْبِرُ مِنْ اَنْبَأَ یُنْبِیُٔ وَنَبَّأَ یُنَبِّیُٔ وَالْبَاقُوْنَ بِتَرْکِ الْھَمْزَۃِ فَحِیْنَئِذٍ تَرْکِ الْھَمْزَۃِ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ لِلتَّخْفِیْفِ لِکَثْرَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ اَوْیَکُوْنَ مَعْنَاہُ الرَّفِیْعُ مِنَ النُّبُوَۃِ وَھِیَ الْمَکَانُ الْمُرْتَفِعُ. انتھٰی (تفسیر مظھری، جلد ١، ص ٧٦)

امام نافع نے ''اَلنَّبِیْٓئِیْنَ'' ''اَلنَّبِیْٓءُ'' ''اَلْاَنْبِآءَ'' اور ''اَلنُّبُوْءَ ۃَ'' کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے شاگرد قالون نے سورۃ احزاب کی دو آیتوں ''لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ'' اور ''بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا'' میں خاص حالتِ وصل میں ہمزہ ترک کر دیا، اپنے اس قاعدہ کے مطابق کہ جب دو ہمزہ مکسور جمع ہو جائیں، تو پہلے کو ''یَا'' سے بدل دیا جاتا ہے، (چونکہ یہاں اس سے پہلے ''یَا'' تھی، اس لئے اُسے ''یا'' میں مدغم کر دیا) تو جب لفظ ''نبی'' مہموز یعنی ہمزہ کے ساتھ ہو تو اُس کے معنی ''مخبر'' ہیں، اَنْبَأَ، یُنْبِیُٔ، نَبَّأَ، یُنَبِّیُٔ سے ماخوذ ہے اور ائمہ قرّاء نے ترکِ ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُس وقت ترکِ ہمزہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے تخفیف کے لئے ہوگا یا اس کے معنی الرَّفیع (بلند مرتبہ) ہوں گے، نبوۃ سے ماخوذ ہوگا اور اس کے معنی بلند مقام کے ہیں۔ انتہٰی۔

(۱۱) امام قرطبی فرماتے ہیں:

وَقَرَأَنَافِعٌ ''اَلنَّبِیْٓئِیْنَ'' بِالْھَمْزِ حَیْثُ وَقَعَ فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فِیْ مَوْضِعَیْنِ فِیْ سُوْرَۃِ الْاَحْزَابِ ''اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَدَ'' وَ''لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ'' فَاِنَّہٗ قَرَءَ بِلَا مَدٍّ وَّلَا ھَمْزٍ، وَاِنَّمَا تَرَکَ ھَمْزَ ھٰذَیْنَ لِاِجْتِمَاعِ ھٰذَیْنِ مَکْسُوْرَتَیْنِ وَتَرَکَ الْھَمْزَۃَ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ الْبَاقُوْنَ، فَاَمَّا مَنْ ھَمَزَ فَھُوَ عِنْدَہٗ مِنْ اَنْبَأَ اِذَا اَخْبَرَ وَاِسْمُ فَاعِلِہٖ مُنْبِیٌٔ وَقَدْ جَاءَ فِیْ جَمْعِ نَبِیٌٔ نُبَآءُ.

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بِنْ مِرْدَاسِ السُّلَمِیُّ یَمْدَحُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّکَ مُرْسَلٌ
بِالْحَقِّ کُلُّ ھُدَی السَّبِیْلِ ھُدَاکَا

هَذَا مَعْنىٰ قِرَأَةِ الْهَمْزِ، وَاخْتَلَفَ الْقَائِلُوْنَ بِتَرْكِ الْهَمْزِ ، فَمِنْهُمْ مَنِ اشْتَقَّ اِشْتِقَاقَ مَنْ هَمَزَ، ثُمَّ سَهَّلَ الْهَمْزَ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ نَبَا يَنْبُوْا اِزَا ظَهَرَ، فَالنَّبِيُّ مِنَ النَّبْوَةِ وَهُوَالْاِرْتِفَاعُ فَمَنْزِلَةُ النَّبِيِّ رَفِيْعَةٌ.

اورامام نافع نے النَّبِيْئِيْن ہمزہ کے ساتھ پڑھا، جہاں بھی قرآن میں یہ لفظ واقع ہوا، سوا دو جگہ کے، سورۂ احزاب کی آیت "اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ" اور "لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُم" انہوں نے ان دونوں آیتوں میں لفظ النبی مد اور ہمزہ کے بغیر پڑھا، جہاں اُن کا ترکِ ہمزہ صرف اس لئے ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو ہمزہ مکسور جمع ہوئے، باقی قراء نے ترکِ ہمزہ کے ساتھ النَّبِيّون پڑھا، جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا، اُن کے نزدیک لفظ "نبی" انبأ سے ماخوذ ہے، اس کا اسم فاعل مُنْبِئٌ ہے اور نبیّ کی جمع صرف انبیاء آتی ہے اور ہمزہ کے ساتھ نبیءٌ کی جمع نُبَآءُ بھی آتی ہے، حضرت عباس مرداس سلمی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہا ۔

يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ
بِالْحَقِّ كُلُّ هُدَى السَّبِيْلِ هُدَاكَا

(یعنی اے خاتم النّبیین بے شک آپ رسول برحق ہیں، راہِ نجات کی ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے)

یہ معنی قرأۃ بالہمزہ کے ہیں اور ترکِ ہمزہ کے قائلین میں اختلاف ہے، بعض نے اس کا اشتقاق ہمزہ سے مانا، پھر ہمزہ کی تسہیل کردی اور بعض نے کہا نَبَا يَنْبُوْ سے مشتق ہے جس کے معنی ظَهَرَ ہیں اور نبی نَبْوَة سے ماخوذ ہے، نَبْوَةُ کے معنی ہیں" بلندی" لہذا نبی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

آگے چل کر فرمایا:

وَيُرْوٰى اَنَّ رَجُلاً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِئَ اللّٰهِ: وَهَمَزَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِنَبِئِ اللّٰهِ، وِهَمَزَ وَلٰكِنِّيْ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ يَهْمِزْ قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ ضُعِّفَ سَنَدُ هَذَاالْحَدِيْثِ وَمِمَّا يُقَوِّيْ ضُعْفَهُ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ اَنْشَدَهُ اَلْمَادِحُ، يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ ...... وَلَمْ يُؤْثَرْ فِيْ ذٰلِكَ اِنْكَارٌ.

مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالٰی علیہ وسلم سے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِئَ اللّٰهِ اور لفظ نبی کو ہمزہ سے ادا کیا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا! میں ہمزہ کے ساتھ نبِئُ اللہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر نبیّ اللہ ہوں، ابوعلی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے، امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور کی مدح کرنے والے شاعر (صحابی) نے حضور کو مخاطب کرکے يَا خَاتَمَ النُّبَآءُ کہا (جب کہ نُبَآء صرف ہمزہ کے ساتھ لفظ نبی کی جمع کے لئے آتا ہے) اور اس میں حضور کا انکار منقول نہیں ہوا، انتہٰی (قرطبی، ج۱، ص۴۳۱)

امام قرطبی کی اس عبارت سے لفظ نبی کی قرأۃ بالہمزہ اور انباء سے اس کے مشتق ہونے پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آگئی کہ وہ مخبر کے معنی میں ہے اور لفظ انبیاء نبی بالہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں کی جمع ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صحابی نے نبی کو مخاطب کرکے ہمزہ کے ساتھ "خَاتَمَ النُّبَآء" کہا ہے، اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ناپسند ہوتا تو

Nafse Islam
نفس اسلام

فوراً انکار کر دیتے، سب سے اہم بات جو امام قرطبی کی اس عبارت سے ثابت ہوئی یہ ہے کہ جس روایت میں رجل اعرابی کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار فرمانا منقول ہے، صحیح نہیں، بلکہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف کی دلیل حضرت عبّاس بن مرداس کا مذکورہ بالا شعر ہے۔

مخفی نہ رہے کہ امام قرطبی کے مطابق اعرابی کی روایتِ مذکورہ کو دیگر علماء بالخصوص ائمۂ لغت نے بھی امام حاکم کی تصحیح کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ امام حاکم محدثین کے نزدیک تصحیح میں متساہل ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ ائمۂ لغت کی عبارات کے ضمن میں ہم اس پر دلائل قائم کریں گے۔

معاند کی یہ انتہائی خیانت ہے کہ اُس نے ائمۂ لُغت کی عبارات سے وہ حصہ نقل کیا جو اُسے مفیدِ مطلب نظر آیا، حالانکہ وہ ہرگز اُسے مفید نہیں، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۱۲) امام اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف الشہیر بأبی حیان (اندلسی) اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقَرَاَ نَافِعٌ بِهَمْزِ اَلنَّبِيِّيْنَ وَالنَّبِيْ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالنُّبُوءَةُ اِلَّا اَنَّ قَالُوْنَ اَبْدَلَ وَاَدْغَمَ فِي الْاَحْزَابِ فِيْ "وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ" وَفِيْ " لَا تَدْ خُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ" فِي الْوَصْلِ وَقَرَاَ جُمْهُوْرٌ بِغَيْرِ هَمْزٍ. انتهٰى. (البحر المحيط، ج ۱، ص ۳۷)

یعنی نافع نے **النَّبِیِّین** اور النّبی اور **الانبیاء** اور **النبوۃ** سب کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، لیکن قالون نے سورۂ احزاب کی دو آیتوں "**وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِي**" اور **لَا تَدْ خُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِي** میں حالتِ وصل میں ابدال اور ادغام کیا اور جمہور نے بغیر ہمزہ کے پڑھا۔ انتہیٰ۔

حضرات محدثین اور ائمہ لُغتِ حدیث نے بھی لفظِ نبی کو **نبأ** سے ماخوذ مانا ہے اور نبی کے معنٰی **مخبر عن اللہ** اور **نبوۃ** کے معنٰی **اطلاع علی الغیب** لکھتے ہیں۔

(۱۳) محدّثِ جلیل امام لُغتِ حدیث علّامہ الشیخ محمد طاہر صاحب "مجمع بحار الانوار" لفظِ نبی اللہ کے تحت فرماتے ہیں:

هُوَ بِمَعْنٰى فَاعِلٌ مِنَ النَّبَأ" اَلْخَبَرِ لِاَنَّهٗ اَنْبَأَ عَنِ اللهِ يَجُوْزُ تَخْفِيْفُ هَمْزَتِهٖ وَتَحْقِيْقُهَا۔

(یعنی لفظِ نبی اللہ میں نبی فاعل کے معنی میں ہے **نَبَأٌ** سے ماخوذ ہے، **نبأ** خبر کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی، لفظِ نبی کے ہمزہ کی تخفیف و تحقیق دونوں جائز ہیں)۔ اس کے بعد فرمایا:

وَقِيْلَ هُوَ مُشْتَقٌ مِّنَ النَّبَاوَةِ وَهُوَ الشَّيْئُ اَلْمُرْتَفَعُ وَمِنَ الْمَهْمُوْزِ شِعْرُ ابْنِ مِرْدَاسٍ "يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ" انتہیٰ (مجمع بحار الانوار، ج ۳، ص ۳۲۹)

(یعنی بعض نے کہا **نباوۃ** سے مشتق ہے اور وہ شے مرتفع ہے اور مہموز سے عباس بن مرداس کا یہ شعر ہے: **يَا خَاتَمَ النُّبَآ اِنَّكَ مُرْسَلٌ** "اے خاتم النّبیین! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں)

یہ پورا شعر ہم قرطبی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں، جس کو انہوں نے ایک اعرابی کے **يَا نَبِيْءَ اللهِ** کہنے اور **نبیٔ** بالہمزہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی روایت کے ضعیف ہونے کی تائید میں نقل کیا ہے، صاحب مجمع بحار الانوار نے بھی نقل کر کے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا، جس کی تائید مزید وضاحت کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ "تاج

العروس'' کی عبارات سے قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

(۱۴) متکلمین نے بھی **نبی** اصطلاحی کو **نَبَأٌ** سے مشتق مانا ہے، شرح مواقف میں ہے:

''اَلنَّبِیُّ'' وَاشْتِقَاقُهٗ مِنَ النَّبَأ فَهُوَ حِیْنَئِذٍ مَهْمُوْزٌ لٰكِنَّهٗ یُخَفَّفُ وَ یُدْ غَمُ وَهٰذَاالْمَعْنٰی حَاصِلٌ لِمَنِ اشْتَهَرَ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاسْمِ لِاَنْبَائِهٖ عَنِ اللهِ تَعَالٰی، وَقِیْلَ النَّبِیُّ هُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ النُّبُوَّةِ وِهُوَالْاِرْتِفَاعُ. انتھٰی

(شرح مواقف ، ج ۸، ص۲۱۷)

(**اَلنَّبِیُّ** کا اشتقاق **نبأٌ** سے ہے، ایسی صورت میں وہ مہموز ہے، لیکن اسے مخفف اور مدغم کردیا جاتا ہے اور یہ معنٰی ہر اُس مقدّس انسان کے لئے حاصل ہیں جو نبی کے نام سے مشہور ہوا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے، اور کہا گیا کہ **النِّبی، النبوۃ** سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ انتھٰی۔)

(۱۵) شرح عقائدِ نسفی کے شارح علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۹ھ) نے لفظ نبی کے اشتقاق میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد بطورِ محاکمہ ''شرح الشافیہ'' کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

جَاءَ النَّبِیُّ مَهْمُوْزًا فِی الْقِرَاءاٰتِ السَّبْعِ وَالثَّانِیْ بِاَنَّ الْحَدِیْثِ غَیْرُ صَحِیْحٍ وَاِنْ رَوَاهُ الْحَاكِمُ لِاَنَّ فِیْ سَنَدِهٖ حَمْرَانَ مِنْ غُلَاةِ الشِّیْعَةِ وَلَوْ سُلِّمَ فَلَعَلَّ الْاَعْرَابِیْ اَرَادَ اشْتِقَاقَهٗ مِنْ نَبَأْتُ الْاَرْضَ اِذَا خَرَجْتَ مِنْهَا اِلَی الْاُخْرٰی۔ (نبراس ،ص۸)

(یعنی لفظ'' **النَّبی** ''ہمزہ کے ساتھ قراءاتِ سبعہ میں سے ہے اور دوسرے یہ کہ اعرابی کی حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسے حاکم نے روایت کیا، کیونکہ اس کی سند میں حمران ہے، جو غلاۃ شیعہ سے ہے اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کرلیا جائے، تو اعرابی کے **نبی اللہ** کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس لئے نہیں تھا کہ لفظِ نبی مہموز نہیں، بلکہ اعرابی نے عرب کے ایک محاورے ''**نَبَاءْ تُ الْاَرْضِ**'' (میں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلا) سے اخذ کرکے خارِج کے معنٰی میں ہمزہ کے ساتھ حضور کو **نبیٔ** کہا تھا، جس پر حضور نے انکار فرمایا۔ انتھٰی)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ **نبیٔ** ہمزہ کے ساتھ **نبأٌ** سے ماخوذ ہے اور یہ قراءاتِ سبعہ میں سے ہے، اعرابی کی حدیث سے اس کے خلاف استدلال صحیح نہیں، کیونکہ وہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے خود غیر صحیح ہے۔

(۱۶) لُغتِ قرآن کے امام علّامہ راغب اصفہانی ''نبوۃ'' کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلنُّبُوَّةُ سِفَارَةٌ بَیْنَ اللهِ وَبَیْنَ ذَوِی الْعُقُوْلِ مِنْ عِبَادِهٖ بِاِزَاحَةِ عِلَّتِهِمْ فِیْ اَمْرِمَعَادِهِمق وَمَعَاشِهِمْ وَ النَّبِیُّ لِكَوْنِهٖ مُنَبِّأً بِمَا تَسْكُنُ اِلَیْهِ الْعُقُوْلُ الذَّكِیَّةُ وَهُوَ یَصِحُّ اَنْ یَّكُوْنَ فَعِیْلًا بِمَعْنَی الْمَفْعُوْلِ لِقَوْلِهٖ نَبَّأَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ (مفردات، ص۴۹۹)

(نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اُس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو اُن کے تمام دنیوی اور اُخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دُور کرنے کے لئے ہوتی ہے، اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے، لفظِ نبی کا **فَعِیْل** "بمعنی **فَاعِل**" ہونا بھی صحیح ہے، جس کی دلیل یہ دو آیتیں ہیں: ''**نَبِّئْ عِبَادِیْ**'' (میرے بندوں کو خبر دیجئے) اور **قُلْ اَؤُ نَبِّئُكُم** (فرمادیجئے کیا میں تمہیں خبر دوں؟) اور بمعنی مفعول بھی ہوسکتا

ہے جس کی دلیل ''نَبَّانِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ'' ہے (یعنی علیم، خبیر نے مجھے خبر دی)

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ هُوَ مِنَ النُّبُوَّةِ اَيِ الرِّفْعَةِ وَسُمِّيَ نَبِيًّا لِرِفْعَةِ مَحَلِّهٖ عَنْ سَائِرِ النَّاسِ الْمَدْلُوْلِ عَلَيْهِ، وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا، فَالنَّبِيُّ بِغَيْرِ اَبْلَغُ مِنَ النَّبِيْءِ بِالْهَمْزِ لِاَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ مُنْبَأٍ رَفِيْعَ الْقَدْرِ وَالْمَحَلِّ۔

(بعض علماء نے کہا کہ لفظِ نبی **نبوۃ** سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں ''**رفعۃ**'' اور وہ نبی کے نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ باقی سب لوگوں سے اس کا مقام بلند ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا قول ''**وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**'' دلالت کرتا ہے، لہٰذا نبی بغیر ہمزہ کے ہمزہ کے ساتھ لفظ **نبیء** سے ابلغ ہے، کیونکہ ہر **مُنبَأٌ** (خبر دینے والا) رفیع القدر والمحل نہیں ہوتا۔ انتہٰی)۔

(مفردات، ص ۵۰۰)

یہاں زیادۃ معنی کی وجہ سے لفظ ''ابلغ'' استعمال ہوا ہے، بلاغت کے اعتبار سے نہیں، جیسا کہ معاند نے سمجھا، کیونکہ بلاغت کلمہ کی صفت نہیں، بلکہ کلام کی صفت ہے۔

(۱۷) دیکھئے قاضی بیضاوی نے **الرحمن** کو **الرحیم** سے محض زیادۃِ معنی کی وجہ سے ابلغ کہا ہے۔ (بیضاوی، ص۵)

اس کے بعد لفظ ''**النبی**'' کے ماخذ اشتقاق اور اس کے معنٰی کی وضاحت کے لئے ہم ائمۂ لغت عرب کی عبارات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱۸) امام لغت صاحبِ قاموس فرماتے ہیں:

وَالنَّبِيُّ اَلْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَرْكُ الْهَمْزِ الْمُخْتَارُ جَمْعُهٗ اَنْبِيَاءُ وَنُبَآءُ وَاَنْبَاءُ ''وَالنَّبِيُّوْنَ'' وَالْاِسْمُ اَلنُّبُوَّةُ۔ انتہٰی (القاموس المحیط، ج ۱، ص۲۹)

(یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو ''**نبیٌ**'' کہتے ہیں اور ہمزہ کا ترک مختار ہے، اس کی جمع **اَنْبِيَاءُ وَنُبَآءُ وَاَنْبَاءُ** اور **اَلنَّبِيُّوْنَ** اور اسم **اَلنُّبُوَّةُ** ہے۔ انتہٰی۔

صاحب قاموس کے علاوہ بعض دیگر علماء اور ائمۂ لغت نے بھی ترکِ ہمزہ کو مختار کہا ہے جس کے معنی معاند نے غلط سمجھے، ترکِ ہمزہ کا مختار ہونا محض کثرتِ استعمال میں تخفیف کی وجہ سے ہے، ورنہ تواتر کے اعتبار سے لفظ **النبی** بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں مختار ہیں، کیونکہ دونوں قراءتِ سبعہ متواترہ میں سے ہیں، جیسا کہ ائمۂ مفسرین کی عبارات سے ہم ثابت کر چکے ہیں اور اس پر مزید کلام آگے بھی آ رہا ہے۔

تنبیہ ضروری: قاضی بیضاوی نے **مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** میں **مَالِكِ** کی قراءۃ پر **مَلِكِ** کی قراءۃ کو ترجیح دیتے ہوئے ''**وَهُوَ الْمُخْتَارُ**'' کہا۔

(۱۹) جس پر محشی نے علامہ شہاب الدین خفاجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا:

اَلْاَوْلٰى اَنْ لَّا يُوْصَفَ اَحَدُهُمَا بِالْمُخْتَارِ لِمَا يُوْهِمُ اَنَّ الْاُخْرٰى بِخِلَافِهٖ مَعَ اَنَّ الْقِرَاءَتَيْنِ مُتَوَاتِرَتَانِ۔

(یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک قرأۃ کو مختار نہ کہا جائے، کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ دوسری قرأۃ مختار نہیں، باوجودیکہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔ (بیضاوی حاشیہ ۵، ص ۷)

(۲۰) شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی کے قول **وھو المختار** پر کلام کرتے ہوئے لکھا کہ مصنف نے اپنی قرأۃ **مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْن** کو مختار کہہ کر اُسے ترجیح دی اور اسی طرح **مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن** کی قرأۃ والوں نے اپنی قرأۃ کو دوسری قرأۃ پر ترجیح دی اور ایسی ترجیح جس سے دوسری قرأۃ کا ساقط ہونا ظاہر ہوتا ہے: ''**وَھٰذَا غَیْرُ مَرْضِیٍّ لِاَنَّ کِلْتَیْھِمَا مُتَوَاتِرَۃ**'' یعنی یہ ناپسندیدہ ہے، اس لئے کہ دونوں قرأتیں متواتر ہیں۔

معلوم ہوا کہ دو متواتر قرأتوں میں سے ایک قرأۃ کو اس طرح ترجیح دیتے ہوئے مختار کہنا کہ دوسری قرأۃ کا غیر مختار ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کا وہم پیدا ہوتا ہو، پسندیدہ نہیں۔

معاند کی جسارت ملاحظہ فرمایئے کہ اُس نے **نبیٌٔ ، بِالْھَمْزہ** کی قرأۃ متواترہ کو فصاحت و بلاغت کے خلاف سمجھا، یہاں تک کہ نعوذ باللہ اُسے لُغتِ ردی قرار دے کر بالکل ہی ساقط کر دیا، جب کہ **نبیٌٔ** بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں متواترہ ہیں۔

ہمزہ کے ساتھ **النَّبِیٔ** اُمام نافع کی قرأۃ ہے جو قراءآتِ سبعہ متواترہ سے ہے، جیسا کہ ہم تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور تفسیر بحرِ محیط کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں۔

(۲۱۔۲۲) ائمۂ قُراءِ سبعہ اور اُن کی قراءآت کا بیان اور یہ کہ امام نافع قُراءِ سبعہ میں شامل ہیں اور اہل مدینہ نے ان کی قرأۃ کو اختیار کیا، نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تفسیرِ اتقان، جزء اوّل، ص ۸۲ اور مناہل العرفان، جزء اوّل، ص ۴۰۹ میں مرقوم ہے۔

(۲۳) تفسیر اتقان، جزء اوّل، ص ۸۳ میں یہ تصریح بھی موجود ہے:

لِاَنَّ السَّبْعَ لَمْ یُخْتَلَفْ فِیْ تَوَاتُرِھَا (یعنی قراءآتِ سبعہ کے متواتر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

(۲۴۔۲۵) لسان العرب، جلد ۱، ص ۱۶۳، تاج العروس، جلد ۱، ص ۱۲۲ میں ہے:

وَقَالَ الْفَرَّاءُ النَّبِیُّ ھُوَ مَنْ اَنْبَأَ عَنِ اللہِ فَتُرِکَ ھَمْزُہٗ قَالَ وَ اِنْ اُخِذَتْ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَالنَّبَاوَۃِ وَھِیَ الْاِرْتِفَاعُ اَیْ اَنَّہٗ اَشْرَفَ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ فَاَصْلُہٗ غَیْرُ الْھَمْزِ. انتھٰی

سیبویہ کے نزدیک بھی لفظِ ''**نبی**'' اصل میں مہموز اللام ہے۔

(۲۶) دیکھئے شرح شافیہ میں ہے:

وَکَذَا النَّبِیُّ اَصْلُہٗ عِنْدَ سِیْبُوَیْہِ الْھَمْزُ (شرح شافیہ، جلد اوّل، ص ۲۱۲، طبع بیروت)

(نبی کی اصل سیبویہ کے نزدیک ہمزہ کے ساتھ ہے)

(۲۷) صاحبِ نبراس نے بھی فرمایا کہ سیبویہ اور دیگر محققین کا مذہب یہ ہے کہ نبی (بالہمزۃ) مہموز اللام ہے (نبراس، ص ۸)

سیبویہ کا یہ مذہب مذکور کہ لفظِ نبی ماخذ **نبأ** ہے اور مہموز اللام ہے۔

NafseIslam
نفس اسلام

(۲۸۔۲۹) لسان العرب، جلد اوّل، ص ۱۶۳، تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۱۔۱۲۲ میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے،

اسی وضاحت کے ضمن میں علامہ زبیدی نے فرمایا :

”قَالَ سِيْبُوَيْهِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا وَيَقُوْلُ تَنَبَّأَ مُسَيْلَمَةُ بِالْهَمْزِ غَيْرَ اَنَّهُمْ تَرَكُوْا فِی النَّبِیِّ الْهَمْزَ“۔

(یعنی سیبویہ نے کہا کہ عرب کا ہر شخص ”تَنَبَّأَ مُسَيْلَمَةُ“ ہمزہ کے ساتھ کہتا ہے، بجز اُس کے کہ انہوں نے ”النّبی“ میں ہمزہ ترک کر دیا ہے۔

معاند نے ”تاج العروس“ سے سیبویہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے انتہائی خیانت اور عبارت میں قطع بُرید سے کام لیا۔

(۳۰) تاج العروس کی اصل عبارت یہ ہے :

”وَقَالَ سِيْبُوَيْهِ اَلْهَمْزُ فِی النَّبِیِّ لُغَةٌ رَدِيَّةٌ يَعْنِی لِقِلَّةِ اِسْتِعْمَالِهَا لَا لِاَنَّ الْقِيَاسَ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ.

انتھٰی (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۲)

یعنی سیبویہ نے کہا کہ لفظ نبیء میں ہمزہ لغتِ ردیہ ہے، یعنی اس کی قلّتِ استعمال کی وجہ سے، نہ اس لئے کہ قیاس اس سے روکتا ہے۔

معاند نے لُغتِ ردیہ کے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور از روئے خیانت اُسے چھوڑ دیا، کیونکہ لفظِ ردیہ کے معنی پر اُس سے روشنی پڑتی تھی۔

صاحبِ تاج العروس نے ”یعنی لقلّة استعمالها“ کہہ کر سیبویہ کی مراد ظاہر کی کہ صرف قلّتِ استعمال کی بنا پر اُسے لغتِ ردیہ کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ قیاس اُس سے روکتا ہو۔

(۳۱) لسان العرب میں بھی یہی عبارت بلفظہا مرقوم ہے (لسان العرب، ج ۱، ص ۱۶۲)

معاند کے ہاتھ کی صفائی دیکھئے کہ دونوں کتابوں کی عبارتِ منقولہ نقل نہیں کی، بلکہ صرف لغت ردیہ کا لفظ نقل کر دیا، محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیٌٔ ردی ہونے کی وجہ سے لُغتِ قرآن نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح زَجّاج کے قول میں ”وَالْاَجْوَدُ تَرْكُ الْهَمْزِ“ کے معنٰی بھی یہ نہیں کہ ہمزہ کے ساتھ ”اَلنَّبِیْٔ“ جید نہیں ہے، بلکہ یہ لفظ اجود محض کثیر الاستعمال ہونے کے معنٰی میں ہے۔

سیبویہ اور زجاج دونوں کے قول کی مراد ظاہر ہے، سیبویہ نے ہمزہ کے ساتھ النّبِیْٔ کو قلیل الاستعمال کہا اور زجاج نے بغیر ہمزہ کے لفظ نبی کو اجود کہہ کر کثیر الاستعمال قرار دیا جسے معاند نے اپنی جہالت سے جید کے خلاف سمجھا اور یہ نہ دیکھا کہ زجاج نے خود وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اہل مدینہ کی ایک جماعت نے ہمزہ کے ساتھ ”النبی“ پڑھا اور پورے قرآن میں اُن کی ”قرأة النبی“ کے ہمزہ کے ساتھ ہے۔

(۳۲) علامہ زبیدی تاج العروس میں النبیُٔ کے تحت فرماتے ہیں :

وَ فِی النِّهَايَةِ فَعِيْلٌ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ لِلْمُبَالَغَةِ مِنَ النَّبَأ ”الْخَبَرِ لِاَنَّهٗ “اَنْبَاءَ عَنِ اللهِ اَیْ اَخْبَرَ قَالَ وَيَجُوْزُ فِيْهِ تَحْقِيْقُ الْهَمْزِ وَتَخْفِيْفُهٗ يُقَالُ نَبَاءَ وَاَنْبَاءَ. انتھٰی۔ (تاج العروس، ج ۱، ص ۱۲۱)

Nafse Islam
نفس اسلام

(یعنی نہایہ میں ہے کہ نبیٌّ، فعیلٌ کے وزن پر فَاعِلٌ کے معنی میں ہے، مبالغہ کے لئے یہ نَبَأٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں خبر، اس لئے کہ نبی نے اللہ کی طرف سے خبر دی، صاحب نہایہ نے کہا کہ لفظِ نبی میں ہمزہ کی تحقیق اور تخفیف دونوں جائز ہیں، محاورہ عرب میں کہا جاتا ہے: نَبَأَ، وَنَبَّأَ، وَأَنْبَاءَ یعنی اُس نے خبر دی۔ انتٰی)

معاند کی ایک اور خیانت ملاحظہ فرمایئے: کنز العمال سے حدیثِ اعرابی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا ''اے غیب داں! حضور نے فرمایا! میں غیب داں نہیں، میں تو رفیع المنزلۃ ہوں''۔

کنز العمال اُٹھا کر دیکھ لیجئے، اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ اعرابی نے حضور کو ''غیب داں'' کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ''رفیع المنزلۃ'' ہوں، یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے اور اعرابی نے یَا خَارِجُ مِنْ مَکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کے معنٰی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نبیءَ اللہ کہا تھا، اسی معنی کے مراد لینے کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں ہمزہ کے ساتھ نبیءِ اللہ نہیں، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر نبیَّ اللہ ہوں۔

اگر معاند نے طنزاً ایسا لکھا ہے، تب بھی واقعہ کے اعتبار سے یقیناً یہ بہتان ہے، کیونکہ اس کا یہ لکھنا قطعاً خلافِ واقع ہے۔

معاند کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج تک کسی بھی اہلِ حق نے نبی کا ترجمہ ''غیب داں'' کے لفظ سے نہیں کیا، نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا ارقام فرمایا، تو ان ہی مرادی معنی کے لحاظ سے ہے اور ان معنی کے پیشِ نظر اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ صحیح ہے، اگرچہ ہم نے اپنے ترجمہ (البیان) میں محض اختصار کے پیشِ نظر یہ ترجمہ نہیں لکھا، لیکن قرآن مجید میں جہاں بھی لفظِ نبی آیا ہے، ہمارے نزدیک اس کے مرادی معنٰی یہی ہیں جن کی صحت پر ہماری منقولہ عبارات اور اُن کے علاوہ قرآنی آیات شاہدِ عادل ہیں۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرما رہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ، یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں، نیز ارشاد فرمایا:

(۳۵) نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں ہی غفورٌ رّحیم ہوں۔

معاند نے ہماری تمام عباراتِ منقولہ اور آیاتِ قرآنیہ کو نظر انداز کر کے کہہ دیا کہ اصطلاحی نبی نَبَأٌ سے ماخوذ نہیں اور نبی اصطلاحی کے معنی مخبر عن اللہ نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلۃ ہیں اور یہ نہ سوچا کہ نبی کا رفیع المنزلۃ ہونا اور اُس کا ایسا بلند مرتبہ والا ہونا کہ اس کے علاوہ اور کوئی انسان اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے، اسی امر پر مبنی ہے کہ وہ مبعوث من اللہ ہو کر مخبر عن اللہ ہے، اسی لحاظ سے نبی ایسا رفیع المنزلۃ ہے کہ کوئی غیر نبی اس کے مقام کو نہیں پا سکتا، ورنہ محض مرتبہ کے اعتبار سے بلند

ہونا نبی کا خاصہ نہیں غیر نبی کے لئے بھی رفعتِ منزلت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کاملین اور اہل علم کے درجے بُلند فرمائے گا اور اس میں شک نہیں کہ مومنین کاملین اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں بلند درجے رکھتے ہیں، دیکھئے صالحین اور اولیائے کرام کے درجے عامۃ المسلمین سے بُلند ہیں اور شہید کا درجہ بھی غیر شہید سے بُلند ہے، صدّیقین کے مراتب اور درجات شہداء سے بھی بلند ہیں، اور رفعتِ منزلت ان سب کے لئے ثابت ہے، لیکن نبی کی رفعتِ منزلت کو غیر نبی نہیں پاسکتا، اسی لئے ہم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ نبی کے مخبر عن اللہ اور رفیع المنزلۃ ہونے میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

مگر افسوس کہ معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف رفیع المنزلۃ قرار دے کر گویا اس کی رفعتِ منزلت کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔

معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی بڑے شدّ و مد سے کی ہے اور اس نفی پر حدیثِ اعرابی کا سہارا لیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں، مستدرک سے امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے "**صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ**" لیکن اپنے اس کلام میں ہر جگہ جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کے بارے میں ہم تفسیر قرطبی سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، صاحب نبراس کی عبارت بھی ہم نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور "**عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ**" اسے صحیح لکھا، لیکن سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے راویوں میں ایک راوی حمران ہے جو غلاۃ شیعہ سے ہے۔

(۳۷) علاوہ ازیں امام زبیدی صاحبِ تاج العروس نے اسی حدیثِ اعرابی کے بارے میں فرمایا :

"وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ رِوَایَۃُ اِنْکَارِہٖ غَیْرَ صَحِیْحَۃٍ عَنْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ بَعْضَ شُعَرَائِہٖ وَھُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِیُّ قَالَ یَاخَاتَمَ النُّبَّاءِ وَلَمْ یَرِدْ عَنْہُ اِنْکَارُہٗ لِذَالِکَ۔

(یعنی مناسب یہ ہے کہ اعرابی کی حدیث جس میں نبی بالہمزہ کا انکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اسے غیر صحیح قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضور کے شعراء میں سے عباس بن مرداس سُلمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا : **یَا خَاتَمَ النُّبَّاءِ** اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا انکار وارد نہیں ہوا (جب کہ **نُبَّاءَ** **نَبِی** کی جمع نہیں، بلکہ **نبیؑ** بالہمزہ کی جمع ہے)

اس سے کچھ پہلے یہی امام زبیدی اس روایت کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ

(۳۸) اس حدیث کے رواۃ میں حسین جعفی ہے جو شیخین کی شرط پر نہیں۔

وَلِھٰذَا ضَعَّفَہٗ جَمَاعَۃٌ مِنَ الْقُرَّاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَلَہٗ طَرِیْقٌ اٰخَرُ مُنْقَطِعٌ. انتہیٰ

یعنی اسی لئے قُرّاء و محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اس حدیث کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جو منقطع ہے۔ (تاج العروس، جلد۱، ص۱۲۲)

نفس اسلام

رہا یہ امر کہ امام حاکم نے اس کو صحیح علیٰ شرط الشیخین کہا، تو یہ امام حاکم کا تساہل ہے۔

(۳۹) امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں :

وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ بِضَبْطِ الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مُتَسَاهِلٌ

یعنی امام حاکم نے مستدرک میں کوشش کی کہ وہ شرطِ شیخین پر زائد حدیثیں ضبط کریں اور وہ حدیث کی تصحیح میں متساہل ہیں۔

(۴۰) امام سیوطی نے اس کے تحت تدریب الراوی میں فرمایا :

قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَإِنَّمَا وَقَعَ لِلْحَاكِمِ التَّسَاهُلُ لِأَنَّهُ سَوَّدَ الْكِتَابَ لِيُنَقِّحَهُ فَأَعْجَلَتْهُ الْمَنِيَّةُ اھ

یعنی شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ حاکم کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک کا مسودہ تیار کیا تا کہ اس کی تنقیح کریں، لیکن اس سے پہلے ہی ان کی موت واقع ہوگئی۔ (تدریب مع التقریب، ص۵۲)

معاند نے ان تمام عبارات وتصریحاتِ علماء کو نظر انداز کر کے اپنی جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا۔ وَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى

بالفرض حدیث اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، اس لئے کہ ہم علماء کی عبارات نقل کر کے بار بار تنبیہ کر چکے ہیں کہ اعرابی کے یَا نَبِیءَ اللّٰہ ہمزہ کے ساتھ کہنے پر اس لئے حضور نے انکار نہیں فرمایا کہ اُس نے مخبر عن اللہ کے معنٰی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نبیء اللّٰہ کہا تھا، بلکہ صرف اس بناء پر حضور نے انکار فرمایا کہ اُس نے يَاخَارِجُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ کے معنٰی مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ یا نبی اللہ کہا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ لفظ نبیٔ بالہمزہ لُغتِ قریش سے نہ تھا۔

(۴۱) یہ محض توہم ہے، امام زبیدی "تاج العروس" میں فرماتے ہیں:

وَ الَّذِىْ صَرَّحَ بِهِ الْجَوْهَرِىُّ وَالصَّاغَانِىُّ بِأَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنْكَرَهُ لِأَنَّهُ أَرَادَ يَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، لَا لِكَوْنِهِ لَمْ يَكُنْ مِنْ لُغَتِهِ كَمَا تَوَهَّمُوْا وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا نُهُوْا عَنْ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا يَقْصُدُوْنَ اِسْتِعْمَالَهُ مِنَ الرُّعُوْنَةِ لَا مِنَ الرِّعَايَةِ قَالَهُ شَيْخُنَا اھ

یعنی حدیث اعرابی میں ہمزہ کے ساتھ نبیء اللّٰہ کہنے پر حضور کا انکار جوہری اور صاغانی کی تصریح کے مطابق صرف اس لئے تھا کہ اعرابی نے يَامَنْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ کا معنٰی مراد لے کر صرف "خَارِجٌ" کے معنٰی میں حضور کو نبیء اللّٰہ کہا تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس بناء پر نہ تھا کہ نبیء بالہمزہ حضور کی نعت میں نہیں تھا، جیسا کہ لوگوں نے وہم کیا، اس تصریح کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول لَاتَقُوْلُوْ رَاعِنَا سے ہوتی ہے، کیونکہ راعنا کہنے کی نہی صرف اس وجہ سے تھی کہ یہود رعایت کی بجائے رعونت سے مشتق کر کے حضور کو رَاعِنَا کہتے تھے، یہ بات ہمارے شیخ نے فرمائی اھ۔ (تاج العروس، ج۱، ص۱۲۲)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ اگر حدیثِ اعرابی کو تسلیم بھی کر لیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، کیونکہ جس معنی پر حضور نے انکار فرمایا، ان معنی میں لفظِ نبی قرآن وحدیث میں مستعمل نہیں ہوا، آخر میں معاند کا یہ کہنا کہ جوہری نے اپنی

Nafse Islam
نفس اسلام

صحاح میں نبی کو فعیل بمعنی مفعول نہ کہ بمعنی فاعل فرما کر ہماری تائید فرمائی، عجیب مضحکہ خیز ہے۔

جب اس لفظ **نبی** کو غیر جید غیر فصیح اور لُغتِ ردی کہہ کر اِسے ساقط کر دیا، تو اب جوہری کی عبارت سے اسے کیا فائدہ پہنچا؟ پھر یہ کہ جوہری نے فعیل بمعنٰی مفعول ضرور کہا، لیکن بمعنٰی فاعل کی نفی نہیں کی اور دیگر ائمۂ لُغت کی تصریحات ہم اس سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے بمعنی فاعل بھی کہا جو معاند کے مسلک کی نفیِ صریح ہے۔

اس کے بعد ہم معاند کی ایک اور جہالت وخیانت کا پردہ بھی چاک کر دینا چاہتے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے ہمزہ کے ساتھ لفظِ **نبیٔ** کی نفی کی تائید میں کیا ہے، کہتا ہے کہ قرآن مجید میں **نبی** بلا ہمزہ آیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی نبی بلا ہمزہ فرمایا، حدیث کی بحث تو ابھی تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے آچکی ہے، رہا یہ امر کہ صحائفِ قرآنیہ میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ آیا ہے، مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ نہیں آیا، اسی طرح خَاتَمَ النَّبِیّٖن آیا ہے، خَاتِمَ النَّبِیّٖن نہیں آیا، لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ مَالِکِ اور مَلِکِ دونوں قرأتیں متواتر ہیں، نیز خَاتَم اور خَاتِم بھی ہر دو متواتر قرأتیں ہیں، تو اس کے بعد محض اس بنا پر کہ صحائفِ قرآنیہ میں صرف ایک قرأۃ لکھی ہے، دوسری متواتر قرأۃ کا انکار کسی اہل علم، بلکہ عام مسلمان کے نزدیک بھی جہالت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہم ثابت کر چکے ہیں نبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرأتیں ہیں، ایسی صورت میں معاند کا لفظِ نبی بلا ہمزہ کا انکار جہالت وخیانت نہیں تو کیا ہے؟

ہمارے اپنے مسلک کی تائید کے لئے اختصار کے ساتھ دلائل کا پیش کر دینا بھی کافی تھا، لیکن ائمۂ مفسرین ومحدّثین علماء لغت قرآن وحدیث و متکلمین اور ائمہ لُغت عرب کی ان تفصیلی عبارات کو محض اس لئے نقل کیا گیا کہ معاند کی خیانت واضح ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

ہماری منقولہ عبارات کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ہر جگہ ہماری تائیدی عبارات پہلے مذکور ہیں، جنہیں معاند نے ازروئے خیانت نقل نہیں کیا، صرف قولِ مؤخر کو اپنی تائید میں سمجھ کر نقل کر دیا جو فی الواقع اس کے مفید مطلب نہیں، جیسا کہ ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

معاند نے اپنی ساری قوت اس غلط نظریہ کو ثابت کرنے میں صرف کر دی کہ اصطلاحی نبی نبأ سے ماخوذ نہیں اور اصطلاحی نبی کے معنٰی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی صرف رفیع المنزلۃ ہیں۔

ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ لفظ ’’نبی‘‘ کے اصلاحی معنٰی مبعوث من اللہ ہو کر **’’مُخْبَرْ یا مُخْبِرْ عن اللہ‘‘** ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا، اور اُس کا رفیع المنزلۃ ہونا اسی امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر خبر پانا یا خبر دینا صرف نبی کی شان ہے، غیر نبی کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لئے علماء نے لفظِ نبی کے اصطلاحی معنٰی خبر پانے یا خبر دینے والا تحریر کئے ہیں، جیسا کہ ہم تفصیلی عبارات ابھی نقل کر چکے ہیں۔

خلاصۃ الکلام کے طور پر ناظرین کرام معاند کے تینوں دعاوی ذہن نشین فرما لیں :

(۱) ایک یہ کہ نبی، نَبأ بمعنی خبر سے مشتق نہیں اور اس کے معنٰی ’’خبر دینے والا‘‘ ہرگز نہیں، بلکہ وہ نَبْوَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ’’بلندی‘‘، لہٰذا نبی کے معنی ہیں بلند رتبہ۔

نفس اسلام

(۲) یہ کہ لفظ ’’نبیٔ‘‘ ہمزہ کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

(۳) یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ ’’نبـــیٔ اللہ‘‘ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہمزہ کے ساتھ نبـــیٔ اللہ نہیں، بلکہ ہمزہ کے بغیر ’’نبی اللہ‘‘ ہوں، ہم نے اس کے تینوں دعوں کو دلائل کے ساتھ رد کردیا اور ثابت کردیا کہ :

۱۔ لفظ نَبُـوَۃ خود ’’اِنْبَـاءٌ‘‘ سے ماخوذ ہے اور لفظ ’’نبی‘‘ کا ماخذ نَبَأٌ ہے اور نبی کے معنی ہیں خبر دیا ہوا، اور ’’خبر دینے والا‘‘ اور اس کا بلند رتبہ ہونا اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُخْبَر اور مُخْبِر ہوتا ہے۔

۲۔ اور ہم نے اچھی طرح واضح کردیا کہ قرآن مجید کی قرأتِ متواترہ میں ہمزہ کے ساتھ نبیٔ وارد ہے۔

۳۔ ہم نے اس حقیقت کو بھی بے نقاب کردیا کہ اعرابی والی وہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس کے بعد ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے مقتداء اور امام ابنِ تیمیہ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جنہوں نے معاند کے ان دعوؤں کو ھباءً منثوراً کرکے رکھ دیا اور معاند کے لئے ذلّت وخواری کے سوا کچھ نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمایئے، معاند کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

(۱) والنَّبـوۃ مشتقة من الانباء والنّبی فعیل وفعیل قد یکون بمعنی فاعل ای مُنْبِیٌٔ وبمنی مفعولِ ای مُنْبَیٌٔ وھما ھنا متلا زمان (کتاب النبواۃ، طبع بیروت، ص۳۳۳)

اور ’’نَبُوَۃٌ‘‘۔ ’’اِنْبَاء‘‘ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا اور ’’نبی‘‘ فعیل کے وزن پر ہے اور فعیل کبھی اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے، یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں یعنی ’’خبر دیا ہوا‘‘ اور یہاں یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں، یعنی خبر دینے والا ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔

آگے چل کر لکھتے ہیں :

(۲) وھو من النَّبَاءِ واصله الھمزۃ وقد قرئ به وھی قرأۃ نافع یقرأ النبیٔ لکن لکثیرۃ استعماله لینت ھمزته کما فعل مثل ذٰلک فی الذریة وفی البریة، وقد قیل ھو من النَّبْوَۃِ وھو العلو فمعنی النبی المعلی الرفیع المنزلة والتحقیق ان ھٰذا المعنی داخل فی الاوّل فمن اَنْبَاءَ ہٗ اللہ وجعله مُنْبِأً عنه فلا یکون الارفیع القدر علیاً ۔(کتاب النبواۃ، ص۳۳٦)

’’نبی‘‘ ’’نَبَأ‘‘ سے ماخوذ ہے، اس کی اصل ہمزہ ہے اور ہمزہ کے ساتھ اُسے پڑھا گیا ہے اور وہ نافع کی قرأۃ ہے جو اسے ہمزہ کے ساتھ ’’نبـــیٔ‘‘ پڑھتے ہیں، لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو لین کے ساتھ یعنی ’’نَبِـــیٌٔ‘‘ کی بجائے ’’نَبِی‘‘ پڑھا گیا جیسے ذُرِیَة اور بَـرِیَّة کہ دونوں ہمزہ کی بجائے یا کے ساتھ پڑھے گئے، ایک قول یہ ہے کہ لفظِ نبی نَبْوَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ’’بلندی‘‘، ایسی صورت میں نبی کے معنی ہیں ’’اونچا اور بلند رتبہ‘‘۔

اور تحقیق یہ ہے کہ یہ معنی پہلے معنی میں داخل ہیں، کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی اور اُسے اپنی طرف سے خبر دینے والا بنایا، وہ وہی ہوتا ہے جو بلند رتبہ اور اونچا ہو۔ (کتاب النبوات، طبع بیروت، ص۳۳٦)

(۳) پھر اعرابی کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں :

وماروی عن النّبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم انّہٗ قال انا نبیُّ اللہ ولست نبیٔ اللہ فما رأیت لہ اسنادًا الامسندًا ولا مرسلا ولارأیت فی شیئ من کتب الحدیث ولا السیر المعروفۃ ومثل ھذا لا یعتمد علیہ۔ (کتاب النبوات، للامام ابن تیمیۃ ، طبع بیروت، ص۳۳۶/۳۳۷)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو روایت کی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (میں ہمزہ کے ساتھ) **نبیٔ اللہ** نہیں، بلکہ (بغیر ہمزہ کے) **نبیُّ اللہ** ہوں، میں نے اس کی کوئی اسناد نہیں دیکھی، نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ میں نے کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی اور نہ سیرِ معروفہ میں اس روایت کو میں نے دیکھا، اس جیسی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ناظرین کرام! یہی وہ ابن تیمیہ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے "**کل حدیث لا یعرفہ ابن تیمیہ فھو لیس بحدیث**" یعنی جس حدیث کو ابن تیمیہ نہیں پہچانتے وہ حدیث نہیں، آپ نے دیکھ لیا کہ معاند کے اسی امام ابن تیمیہ نے اُس کے تینوں دعاوی کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں اور ان کا ابطال کر کے ہماری تصدیق وتوثیق کر دی، سچ ہے "**الحق یعلو ولا یعلیٰ فللّٰہ الحجّۃ البالغۃ**"۔

اب اس بحث کے اختتام پر ہم معاند کے قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ایک فیصلہ کُن عبارت پیش کر رہے ہیں، آپ نے "تحذیر الناس" میں تحریر کیا:

(۴۲) "جیسے نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبردار کرنے والا ہوتا ہے، صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی عقل بجز قولِ صادق قبول نہیں کرتی۔ اھ (تحذیر الناس، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند، ص ۵۔۶)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تحذیر الناس کی اس عبارت کے بعد بھی معاند کا یہ کہنا کہ "اصطلاحی نبی کے معنی خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنی رفیع المنزلہ ہیں" اپنے قاسم العلوم والخیرات کی تکذیب نہیں تو کیا ہے؟۔

الحمدللہ بانی مدرسہ دیوبند نے اس کا سب کیا دھرا خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ **فاعتبروا یا أولی الابصار۔**

۲۴؍رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/۱۴؍جون ۱۹۸۵ء

سیّد احمد سعید کاظمی غفرلہ

Nafse Islam
نفس اسلام